مُحدّثِ کبیر

حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانیٔ جامعہ مدنیہ

حیات و خدمات

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم
استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

الجامعۃ المدنیۃ
کریم پارک راوی روڈ لاہور۔ فون: 92-42-7720187,7704595

محدثِ کبیر

حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانیٔ جامعہ مدنیہ

حیات و خدمات

حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم

استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

الجامعۃ المدنیۃ

کریم پارک راوی روڈ لاہور۔ فون: 92-42-7720187,7704595

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے لئے اپنے سب سے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے یہ دین چونکہ ہمہ گیر و عالمگیر ہے اور قیامت تک کے لیے آیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لے لیا ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ عزوجل اس امت کے لیے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسی ہستی کو بھیجتے رہیں گے جو اس امت کے دین کی تجدید کرتی رہے گی[1]، ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اُس کے عادل یعنی ثقہ و معتمد لوگ علمِ دین کو حاصل کرتے رہیں گے اور اُس سے غُلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی افترا پردازی اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کرتے رہیں گے[2]۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی دین کے خلاف کوئی تحریک اُٹھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت و نگرانی کیلئے ایسے افرادِ کار پیدا فرما دیتے ہیں جو اپنے خون سے اس کی آبیاری کرتے اور اس کی ڈوبتی نیا کو کنارے لگا دیتے ہیں۔

ماضی قریب میں برصغیر پاک و ہند پر جب انگریز نے غاصبانہ قبضہ کیا اور اپنی شاطرانہ چالوں کے ذریعہ اس خطہ سے دینِ متین کے مٹانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی حفاظت کیلئے اہلِ حق کی ایک جماعت کو کھڑا کر دیا جس نے اپنے تن من دھن سے دینِ اسلام کی حفاظت اور اہلِ اسلام کی قیادت و سیادت کا فریضہ سرانجام دیا اس جماعت حق نے دین کی بقاء اور تحفظ کے لیے دیگر محنتوں کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ دینی مدارس و مکاتب قائم کئے اور عوام الناس میں دینی شعور پیدا کیا

[1] ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶ [2] سنن کبریٰ بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶

اس طرح اسلام کے بقاء اور تحفظ کے خاطر خواہ اسباب و ذرائع پیدا ہو گئے۔ ان دینی مدارس میں اَوّلیت دارالعلوم دیوبند کو حاصل ہوئی اس مدرسہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قبولیت سے نوازا کہ اس کے ہزاروں کی تعداد میں فارغ التحصیل علماء و مشائخ دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے اور دینِ اسلام کی نصرت و حمایت اور نشر و اشاعت میں مشغول ہو گئے، شکر اللہ مساعیھم و جزاھم اللہ احسن الجزاء

دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتگان میں سے ایک نمایاں شخصیت محدث کبیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی و مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور کی بھی ہے، آپ نے دارالعلوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے دل لاہور کو اپنی محنت اور جدوجہد کا مرکز بنایا۔

سطورِ ذیل میں مختصر طور پر آپ کے حالاتِ زندگی پیش کئے جا رہے ہیں جن سے قارئین آپ کی شخصیت اور آپ کی دینی و ملی جدوجہد کا کچھ اندازہ کر سکیں گے۔

خاندان، ماحول، نشو و نما اور تعلیم تربیت:-

آپ نسباً حسینی سید ہیں آپ کا سلسلۂ نسب اکتالیس واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کا خاندان دیوبند کا سب سے پرانا خاندانِ سادات ہے، آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ حضرت سید محمود قلندر شام کے شہر حمص سے ہندوستان تشریف لائے آپ ایک مرتاض بزرگ تھے، عبادت و ریاضت میں آپ کو غیر معمولی استغراق حاصل تھا آپ کے معاصر مؤرخ عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں:

"شیخ محمود قلندر لکھنوی، شیخ محمد غوث گوالیاری کے خلفاء میں سے ہیں وہ اسماءِ الٰہیہ کے عامل تھے،

ریاضت، فقر اور توکل میں ان کا بڑا مقام تھا، اسی
کے ساتھ لوگوں پر فیاضی سے خرچ کرتے تھے، لکھنؤ
تشریف لائے تو آپ کی صحبت سے بہت لوگ
شرف یاب ہوئے اور اپنے دور کے صاحبِ رشد
وہدایت بنے آپ کی وفات وہیں لکھنؤ میں ہوئی[1]،

صاحب مفتاح العارفین تحریر فرماتے ہیں:

''شیخ محمود قلندر کا مذہب حنفی اور مشرب شطاری[2] تھا،
آپ ہندوستان کے مشہور شہر لکھنؤ کے رہنے والے
تھے، صاحب کشف وکرامات تھے، شیخ محمود نے
۱۰۰۹ھ میں وفات پائی[3]''

شیخ محمود قلندر کے ایک پوتے سیّد محمد ابراہیم تھے جو اپنے دادا سے سلسلۂ قادریہ شطاریہ میں بیعت تھے، آپ اولیاء کاملین میں سے تھے، لکھنؤ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد اشغالِ صوفیہ قادریہ میں مشغول ہوگئے۔ اپنے دادا شیخ محمودؒ اور شیخ محمد غوث گوالیاریؒ کی اتباع میں سیاحت اختیار کی، سیاحت کے دوران اکثر اولیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیوض وبرکات حاصل کیں برناوہ[4] میں شیخ علاء الدین چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مشورہ سے قیام کے لیے دیو بند کو پسند فرمایا۔ سید محمد ابراہیم نے

[1] منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۶ بحوالہ تذکرہ ساداتِ رضویہ صفحہ ۷، [2] سلسلۂ شطاریہ بانی سلسلہ شیخ عبداللہ شطار کی طرف منسوب ہے، ان کے متوسلین میں بعض نہایت بااثر شخصیتیں گزری ہیں جنہوں نے اس سلسلہ کو ترقی دی ہے، [3] مفتاح العارفین بحوالہ تذکرہ ساداتِ رضویہ صفحہ ۷، [4] برناوہ میرٹھ سے تقریباً ۱۹ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔

۵ شوال المکرّم ۱۰۳۴ھ میں بعہدِ جہانگیر بادشاہ وفات پائی، دیو بند کے محلّہ ''سرائے پیرزادگان'' میں مسجد کی جانبِ شمال آپ کا مزار مبارک مرجع عوام ہے سید محمد ابراہیم کے دو صاحبزادے ہوئے بندگی سید محمد اسماعیل اور شاہ محمد امین، سید محمد ابراہیم کی اولاد کا بڑا سلسلہ بندگی سیّد محمد اسماعیل سے چلا، آپ کے سات فرزند ہوئے۔ جن میں سے سید شاہ شبلی کی پانچویں پُشت میں ایک بزرگ ہوئے سید منظور محمد اِنہیں اللہ تعالیٰ نے دو فرزند عطا کئے (۱) مولانا سیّد محمد میاں (۲) جناب سید احمد میاں، حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب اپنے دور کے بے مثال محدِّث، اعلیٰ درجہ کے مفسر، ماہر مفتی، بہترین مؤرخ، صاحب طرز ادیب وانشاء پرداز اور دیو بند کے مشہور خاندان ''ساداتِ رضویہ'' کے عظیم چشم وچراغ تھے۔ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا کئے جن میں سے ایک آپ کے عظیم اور قابل قدر فرزند حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ولادت:-

۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۶ھ / دسمبر ۱۹۲۶ء بروز پیر کو ہندوستان کے ضلع میرٹھ کے ایک گاؤں ''راولی'' میں آپ کی ولادت ہوئی، وہاں آپ کے دادا جان جناب سید منظور محمد بسلسلۂ ملازمت قیام فرما تھے، آپ کا نام ''حامد میاں'' رکھا گیا تاریخی نام ''سعید اختر'' ہے۔

تعلیم وتربیت:-

تعلیم وتربیت کے متعلق حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میں نے الف، با۔تا۔حضرت مولانا قاری اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دارالعلوم دیوبند میں شروع کی ..... کچھ عرصہ بعد والد صاحب دام مجدھم نے دیوبند سے سب گھر والوں کو مرادآباد بلا لیا، وہاں جامعہ قاسمیہ میں حافظ نور محمد صاحب نوّراللہ مرقدہ سے جو ٹانڈہ ضلع رامپور کے رہنے والے اور مقدس و معمر استاذ تھے حفظ قرآن کریم شروع کیا حافظ صاحب نے سات حج کئے تھے، لیکن ابھی سورۂ آل عمران کا کچھ حصہ حفظ ہوا تھا کہ ان کی بمرض فالج وفات ہوگئی، ان کی وفات کے بعد حافظ محمد ابراہیم صاحب مدظلھم سے جو ان کے ہم وطن اور شاگرد رشید تھے تکمیل کی، .....

مولانا قاری عبداللہ صاحب نوراللہ مرقدہ سے تجوید شروع کی اور جب تک وہ حیات رہے میں ان سے تقریباً سات سال مشق کرتا رہا..... پھر فارسی اور عربی کتابیں پڑھیں، فارسی کی کتابیں والد صاحب سے بھی پڑھیں اور دیگر بعض معروف اساتذہ سے بھی، انوار سہیلی اور سکندر نامہ تک فارسی پڑھی، حساب، جغرافیہ بھی مدرسہ میں پڑھا، کتب عربیہ مولانا اشفاق صاحب مولانا نذیر صاحب مولانا محمد شاہ صاحب، مولانا انصارالحق صاحب، مولانا

اختر الاسلام صاحب، مولانا سیّد واحد رضا صاحب، مولانا محمد اسماعیل سنبھلی صاحب، حضرت مولانا عبدالحق مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور والد صاحب دام مجدھم سے پڑھیں، حضرت مولانا عجب نور صاحب بنوی معقولات کے عظیم الشان استاذ تھے ان سے شرح عقائد جلالی مع حواشی، تصریح، شرح چغمینی، توضیح تلویح اور شمس بازغہ پڑھیں، یہ سب کتابیں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی میں پڑھیں، دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا عبد الخالق صاحب ملتانی مرحوم ومغفور سے، صدرا اور قاضی پڑھیں، حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ آخرین بحمد اللہ از اول تا آخر پڑھی، مولانا جلیل احمد صاحب دیوبندی خادم خاص حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے جلالین شریف پڑھی، حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مرحوم سے مشکوٰۃ کچھ عرصہ پڑھی پھر ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلھم سے مکمل کی، کتب دورۂ حدیث میں بخاری اور ترمذی شریف جلد اول حضرت شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ العزیز سے، ترمذی شریف جلد دوم شمائل اور ابوداؤد حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے،

مسلم شریف حضرت مولانا ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ
علیہ سے، نسائی شریف مولانا فخر الحسن صاحب
مدظلھم سے، ابن ماجہ مولانا عبدالشکور صاحب عثمانی
مہاجر مدینہ منورہ رحمہ اللہ سے پڑھیں''

حضرت سیّد صاحبؒ کی اس تحریر سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ نے اپنے وقت کے کیسے بڑے بڑے اکابر علماء اور اساطینِ علم وفضل سے کسبِ فیض کیا۔

دارالعلوم دیو بند سے آپ کو جو سند ملی اس کے درج ذیل الفاظ سے آپ کی قابلیت وصلاحیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

''وھو عندنا جید الفھم، ذکی الذھن، قادر
علی التدریس ولہ مھارۃ بالعلوم العربیۃ''
''آپ ہماری رائے میں نہایت فہیم اور ذکی وذھین
ہیں، تدریس کی قدرت رکھتے ہیں اور آپ کو علوم
عربیہ میں مہارت حاصل ہے''

بیعت وسلوک خلافت واجازت:-

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیو بند سے شعبان ۱۳۶۷ھ مطابق جولائی ۱۹۴۷ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوتے ہی آپ اسی سال ۲۵ شعبان کو بعد نماز فجر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اس وقت آپ کی عمر تقریباً اکیس برس تھی۔

ذکر وشغل سے آپ کو بچپن ہی سے لگاؤ تھا بیعت ہونے کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوگیا، رؤیائے صالحہ اور بشاراتِ منامیہ کا سلسلہ بڑھ گیا، اسی سال آپ حج کیلئے تشریف لے گئے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''اسی سال میرے محبّ ومشفق اور کرم فرما استاذ
اور میرے خسر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی
رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے ہمراہ حج کیلئے لے گئے،
جزاہ اللہ عنی خیرا وتقبل منی ومنہ''

یہ آپ کا پہلا حج تھا اس کے علاوہ دو مرتبہ اور بھی حج کیلئے تشریف لے گئے دوسری مرتبہ ۱۹۶۴ء میں اور تیسری وآخری مرتبہ ۱۹۷۱ء میں،

حج سے واپسی پر آپ تکمیل سلوک میں مشغول رہے حتی کہ ۲۲ شوال المکرّم ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۶- اگست ۱۹۴۹ء بروز جمعرات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو درج ذیل گرامی نامہ کے ساتھ سلاسل اربعہ میں بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی

''میں آپ کو طُرُقِ اربعہ معروفہ میں بیعت کرنے
کی اسی طرح اجازت دیتا ہوں جس طرح میرے
آقا حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھ کو
عطا فرمائی تھی، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور آپ
کے ذریعہ سے فیضِ اکابرِ طریقت جاری فرمائے،
جدو جہد اور مراقبہ وذکر میں پوری مشغولیت کے
ساتھ علوم دینیہ کے مشاغل کو جاری رکھیں اور
اسلافِ کرام کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کرتے

رہیں اور اس ناکارہ کو دعواتِ صالحہ میں فراموش نہ
فرمائیں رزقنا اللہ وایاکم رضاہ وفضلہ فی الدارین ،
والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۲۴ شوال
۱۳۶۸ھ'' (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۲۲۶)

پاکستان آمد:-

۱۹۵۲ء کی بات ہے کہ آپ ہندوستان سے کھوکھرا پار کے راستہ افغانستان تشریف لے جانے کی غرض سے روانہ ہوئے، آپ کو سلسلۂ چشتیہ کے بزرگ شیخ نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص قسم کا قلبی لگاؤ تھا اسی مناسبت سے آپ بلخ میں مستقل قیام کا ارادہ رکھتے تھے، دورانِ سفر ٹرین میں آپ نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ لاہور میں ایسے اترو جیسے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، اس خواب کے مشاہدہ کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے، ساتھ ہی آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خط پہونچا کہ ''افغانستان جا کر کیا کروگے وہاں تو بادشاہت ہے یہیں لاہور ہی میں کام کا موقع مل سکے گا لاہور ہی میں رک جاؤ'' چنانچہ آپ نے لاہور ہی کو اپنا مسکن بنالیا اور حتی المقدور اشاعتِ علوم دینیہ اور سنتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترویج وترقی میں مشغول ہوگئے۔

یہاں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان دیا، امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی، اس کے علاوہ میٹرک اور ایف اے کے امتحانات بھی اچھے نمبروں میں پاس کئے، بی اے کی نصابی کتاب کا مطالعہ بھی کیا لیکن امتحان کا موقع نہ ملا۔

شروع میں کچھ عرصہ لاہور کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ اشرفیہ میں

تدریس کی خدمت انجام دی پھر تھوڑے عرصہ بعد جامع مسجد حنفیہ گلی اکھاڑا بوٹا مل لاہور میں ''احیاء العلوم'' کے نام سے اپنا مدرسہ قائم کیا تعلیمی کام میں جب اضافہ ہونے لگا تو جگہ چھوٹی پڑ گئی اس لیے آپ نے مسلم مسجد لوہاری گیٹ، مکی مسجد انارکلی اور مسجد نیلا گنبد کو اپنی تعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور مدرسہ کا نام جامعہ مدنیہ رکھا کم وبیش ۱۲-۱۳ سال اِن مقامات میں تعلیمی سلسلہ کامیابی سے چلتا رہا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اس لگائے ہوئے گلشن میں وقت کے چوٹی کے علماء ومدرسین جمع ہوگئے جن میں حضرت مولانا سید میرک شاہ صاحبؒ فاضل دیوبند، حضرت مولانا عبدالدائم جلالی صاحبؒ فاضل دیوبند، حضرت مولانا حکیم عبدالحکیم صاحبؒ فاضل دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحبؒ سیتاپوری فاضل دیوبند، حضرت مولانا کریم اللہ صاحبؒ دامانی فاضل دیوبند اور حضرت مولانا ضیاء الحق صاحبؒ فاضل دیوبند نمایاں شخصیات ہیں ان بزرگوں کے طفیل مدرسہ کو چار چاند لگے اور جوق در جوق طلباء آنے لگے۔

انہی دنوں آپ نے بعد نماز مغرب مسلم مسجد میں درس حدیث کا سلسلہ شروع فرمایا جو لوگوں میں اس قدر مقبول ہوا کہ اس سے فیضیاب ہونے کے لیے دور دور سے لوگ آنے لگے۔

جامعہ مدنیہ کریم پارک کا آغاز:-

جب طلباء کی تعداد زیادہ ہونے لگی اور تین جگہ پھیلے ہوئے کام کو سنبھالنا مشکل ہوگیا تو آپ نے ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں احباب کے مشورہ سے کریم پارک راوی روڈ لاہور میں مدرسہ کے لیے بڑی جگہ خرید کر مدرسہ کی تعمیر شروع کردی اللہ

تعالیٰ نے آپ کو اس کام کیلئے بعض مخلص اور نیک بندے ایسے دے دیے جو اس تعمیری کام میں تن من دھن سے لگے رہے اور دنوں کے دنوں میں مدرسہ کی عمارت اچھی خاصی تعمیر ہوگئی۔ چنانچہ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں آپ مسلم مسجد سے جامعہ مدنیہ کریم پارک میں منتقل ہوگئے اور تادمِ حیات اسی مدرسہ میں قیام پذیر رہے۔

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے مدرسہ کی ایسی خدمت کی کہ اسے ملک کے معروف اور بڑے مدارس کی صف میں لا کھڑا کیا، آپ مدرسہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم مقرر ہوئے اور اخیر زندگی تک ان مناصب پر فائز رہے۔ آپ نے مدرسہ میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ شعبۂ تجوید وقراءات اور شعبۂ افتاء بھی قائم فرمایا۔ فن طب وحکمت کے ساتھ ساتھ شعبۂ کتابت کا بھی اجراء فرمایا، آپ کو چونکہ علمی کتابوں کے جمع کرنے کا بھی بیحد شوق تھا اس لیے آپ نے مدرسہ میں ایک وقیع کتب خانہ بھی قائم فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید کے قیام کا ارادہ:-

حضرت رحمۃ اللہ علیہ جامعہ مدنیہ کی اس عمارت کو تعلیم کے لیے ناکافی خیال فرماتے تھے آپ کی دیرینہ خواہش تھی کہ ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا جائے جس میں کم از کم سات آٹھ ہزار طلباء تعلیم حاصل کرسکیں اور اس کے ساتھ خانقاہ بھی قائم کی جائے، آپ نے اس خواہش کی تکمیل کے لیے جگہ کی تلاش شروع کردی اور تلاش بسیار کے بعد ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء میں لاہور رائے ونڈ روڈ پر برلب سڑک تقریباً پچاس جریب رقبہ خرید کر مدرسہ اور خانقاہ کے لیے وقف فرمایا، آپ فرمایا کرتے تھے کہ اب دو سفر کروں گا یہاں سے جامعہ مدنیہ رائے ونڈ روڈ اور وہاں سے مدینہ منورہ، مگر عمر نے وفا نہ کی اور آپ کی وفات کا سانحہ پیش آگیا، حضرت

رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش کے مطابق آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم نے جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ کی تعمیر کا کام شروع کر رکھا ہے اور آپ کے زیر اہتمام چار سو سے زائد طلباء وہاں تعلیم وتربیت میں مصروف ہیں۔

بیعت وارشاد، مجالس ذکر وفکر:-

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس وتدریس کے ساتھ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی قائم فرمایا، بے شمار افراد نے آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ بہت سے خوش نصیب افراد منازلِ سلوک طے کرکے آپ کے خلیفہ مجاز بنے، آپ سے اجازت بیعت حاصل کرنے والے خوش نصیب افراد کے نام درج ذیل ہیں (۱) حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کراچی (۲) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؒ خوشاب (۳) حضرت حاجی محمود احمد صاحبؒ لاہور (۴) حضرت فیض محمد صاحبؒ خوشاب (۵) حضرت غلام محمد صاحب سربازی ایران (۶) حضرت رشید فارسی صاحب مکہ مکرمہ (۷) حضرت مولانا حامد علی شاہ صاحبؒ فیروزہ (۸) سیّد ظفر علی شاہ صاحب چک جھمرہ فیصل آباد (۹) حضرت مولانا صالح محمد صاحب مستونگ (۱۰) مولانا عبدالغنی صاحب مدظلہم لاہور۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ میں مجالس ذکر کا سلسلہ بھی شروع فرمایا اس سلسلہ کی ہفتہ میں دو مجلسیں ہوا کرتیں مجلس خاص مجلس عام۔ اول الذکر مجلس میں آپ کے مریدین اور اہل علم شریک ہوا کرتے تھے، یہ مجلس آپ کی نشست کے کمرہ میں ہوا کرتی تھی جس میں حضرت پہلے ذکر کرواتے پھر درس حدیث ارشاد فرماتے،

ثانی الذکر مجلس ہفتہ میں ایک بار مسجد میں بعد نماز عشاء ہوا کرتی یہ مجلس مسجد میں آپ اس لیے رکھی تھی کہ مسجد کے نمازی بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

تصنیف وتالیف:-

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تصنیف وتالیف کا بھی خاصا شغف تھا چنانچہ مختلف موضوعات پر آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں آپ نے اپنی زیر ادارت ایک ماہنامہ مجلّہ انوار مدینہ کے نام سے جاری کیا جو رجب ۱۳۹۰ھ/ستمبر ۱۹۷۰ء سے شروع ہوکر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ/ جون ۱۹۷۴ء تک مسلسل شائع ہوتا رہا جس میں آپ کے درسِ حدیث اور ادارتی مضامین شائع ہوتے رہے۔ اس کے علاوہ مختلف سیاسی ومذہبی موضوعات پر آپ کے وقیع مضامین ملکی روز ناموں اور دیگر مجلّات میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کے بہت سے قیمتی مضامین جو غیر مطبوع تھے انھیں انوار مدینہ کی جدید اشاعت میں سلسلہ وار شائع کیا جارہا ہے۔

آپ کی سیاسی زندگی:-

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سیاسی ذوق وراثت میں ملا تھا آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سیّد محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ ایک منجھے ہوئے سیاستدان تھے اور آپ کے شیخ مکرّم حضرت مولانا سیّد حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ سیاست کے امام تھے اس لیے آپ میں سیاسی ذوق ہونا ایک فطری امر تھا، آپ ایک اصول پسند، جرأت مند، اور نڈر سیاسی رہنما تھے، گذشتہ ادوار میں بہت سے سیاسی نشیب وفراز آئے مگر آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی۔ جس بات کو حق سمجھا ڈنکے کی چوٹ کہا اور جس بات کو ملک وملّت کے لیے مذہبی، قومی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی طور پر نقصان دہ سمجھا اس پر کھل کر تنقید کی اور قوم کو اس کی مضرت سے آگاہ

کیا۔ آپ ایک عرصہ تک اکابر علماء کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز پیر آپ کو جمعیت علماء اسلام کا مرکزی امیر منتخب کیا گیا۔ اور تاحیات آپ جمعیت کے امیر رہے۔

وفات حسرت آیات:-

۲ مارچ ۱۹۸۸ء/۱۲ رجب ۱۴۰۸ھ بروز بدھ صبح تقریباً نو بج کر دس منٹ پر آپ کو دل کا دورہ پڑا آپ کے معالج ڈاکٹر سیّد افتخار الدین صاحب کو فون کیا گیا وہ فوراً تشریف لے آئے، ڈاکٹر راشد رندھاوا صاحب کو بھی بلالیا گیا دونوں حضرات نے ہسپتال لے جانے کا مشورہ دیا چنانچہ فوراً آپ کو میو ہسپتال لے جایا گیا، وہاں فوری علاج کے بعد آپ کی طبیعت کچھ سنبھلتی ہوئی محسوس ہوئی، دوسرے دن جمعرات کو دن کے دو بجے کے بعد اچانک طبیعت بگڑ گئی اور ڈاکٹروں نے مایوسانہ انداز میں کہا کہ دعاء کی ضرورت ہے آخر چار بجے ڈاکٹروں نے یہ روح فرسا خبر سنائی کہ حضرت مولانا کا انتقال ہوگیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق مدرسہ آنے لگے آپ کی میت کو ہسپتال سے گھر لاکر غسل اور تجہیز وتکفین کا اہتمام کیا گیا ۱۴ رجب ۱۴۰۸ھ/۴ مارچ ۱۹۸۸ء نماز جمعہ سے قبل یونیورسٹی گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں بے شمار علماء ومشائخ اور عوام کے جم غفیر نے شرکت کی امامت کے فرائض حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے ادا کیے، نماز جنازہ کے بعد قبرستان میانی صاحب میں حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں آپ کی تدفین ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

اولاد واَحفاد:-

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے ہزاروں کی تعداد میں روحانی اولاد کے علاوہ جسمانی اولاد میں پانچ لڑکے اور نو لڑکیاں چھوڑیں، سب سے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور کے مہتمم کی حیثیت سے کام کررہے ہیں اور دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ کے مہتمم ہیں، مولانا سیّد وحید میاں صاحب ہندوستان میں مقیم ہیں، مولانا سیّد مسعود میاں صاحب جامعہ مدنیہ کریم پارک میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں، سب سے چھوٹے صاحبزادے سیّد مقصود میاں دورِ طالب علمی ہی میں تراویح میں قرآن پاک سناتے ہوئے انتقال کرگئے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اپنی شایانِ شان آپ کے درجات بلند فرمائے آپ کے لگائے ہوئے گلشن کو ترقی عطا فرمائے اور آپ کے اَخلاف کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

اخوکم فی اللہ

نعیم الدین

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ / ۲۴ جون ۲۰۰۵ء